استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے عمر کو کاروبار کے لئے ایک لاکھ روپے دیئے، اور طے یہ ہوا کہ عمر ماہانہ ۱۰۰۰۰ (دس ہزار) روپے نفع کے عوض میں زید کو ادا کرے گا، چاہے نفع ہو یا نقصان، اور آپس میں دونوں کا اس بات پر اتفاق ہو جاتا ہے، تو کیا شریعت میں اس طرح کا کاروبار کرنا جائز ہے، اور اگر جائز نہیں تو زید کا اس طرح نفع لینا جائز ہے؟ عمر نفع کی مد میں چھ مہینے تک ۶۰۰۰۰ (ساٹھ ہزار) کی رقم زید کو ادا کر چکا ہے۔ اس حاصل شدہ رقم کا کیا حکم ہے؟ عمر کا سارا کاروبار ختم ہو گیا ہے، اس کا شرعی حکم بیان فرمائیں؟

(السائل: فہیم احمد، سولجر بازار)

باسمہ تعالیٰ وتقدس الجواب: سوال میں جو صورت بیان کی گئی ہے وہ صریح ربوا ہے، کیونکہ اس میں ایک لاکھ روپے پر دس ہزار روپے ماہانہ منافع پہلے سے طے شدہ ہے، اور اسی کو سود کہتے ہیں، ایک رقم پر ماہانہ مقرر منافع مشروط ہو یا معہود، ہر صورت میں سود ہے اور حرام ہے، زید نے اس طور پر جتنا نفع عمر سے لیا ناپاک وحرام ہے اس پر لازم ہے کہ وہ رقم عمر کو لوٹائے، اگر عمر نہ ہو تو انکے وارثوں کو لوٹائے اور وہ بھی نہ ہوں تو بغیر نیت ثواب کے تصدق کرے، ہاں اگر عقد اس طور پر کیا جاتا کہ نفع کو معین نہ کیا ہوتا بلکہ اس طرح طے ہوتا کہ جتنا نفع کاروبار میں ہوگا وہ ہمارے درمیان مثلاً نصف، نصف (وغیرہ) تقسیم ہوگا، تو اس طرح کرنا جائز ہے، شریعت میں دو افراد کے درمیان ایسا عقد جس میں ایک فریق کا سرمایہ ہو اور دوسرے کی محنت، ''مضاربت'' کہلاتا ہے، جس فریق کا سرمایہ ہو، اسے ''ربّ المال'' اور جس کی محنت ہو اسے ''مضارب'' اور سرمائے کو ''رأس المال'' کہتے ہیں۔

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، اور علامہ محمد امین شہیر بابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: مضاربت کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (وَكَوْنُ الرِّبْحِ بَيْنَهُمَا شَائِعًا) فَلَوْ عَيَّنَ قَدْرًا فَسَدَتْ (وَكَوْنُ نَصِيبِ كُلٍّ مِنْهُمَا مَعْلُومًا) عِنْدَ الْعَقْدِ (ردّ المحتار على الدّر المختار، كتاب المضاربت، ۸/۵۰۱، مطبوعة: مكتبة رشيدية، سركى روڈ، كوئتة)

یعنی، نفع کا فریقین میں شائع ہونا (مقدار عین نہ ہونا) اگر کوئی مقدار معین ہوئی تو مضاربت فاسد ہوگی اور عقد کے وقت دونوں کا حصہ معلوم ہونا۔

امام اہلسنّت امام احمد رضا خان متوفی حنفی ۱۳۴۰ھ، سود و رشوت سے حاصل شدہ مال کے متعلق استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں: زبانی توبہ سے حرام مال پاک نہیں ہو سکتا بلکہ توبہ کے لئے شرط ہے کہ جس جس سے لیا ہے واپس دے وہ نہ رہے ہوں ان کے ورثہ

کودے پتہ نہ چلے تو اتنا مال تصدق کرے، بے اسکے گناہ سے برات نہیں۔ (فتاوی رضویہ قدیم، کتاب الحظر والاباحۃ، ۱۰/ ۱۹۱، مطبوعہ: مکتبہ رضویہ، آرام باغ روڈ، کراچی)

والله تعالى أعلم بالصواب

کتبہ ....

المفتی محمد جنید العطاری المدنی

دارُ الاِفتاء

جمعیّة إشاعة أهل السنّة (باکستان)

الجواب الصحیح

المُفتی محمد عطاء الله النَّعِیمی

رئیسُ دارِ الاِفتَاءِ

جمعیّة إشاعة أهل السنّة (باکستان)

یوم السبت، ۸ صفر المظفر ۱٤۳۷ھ، ۲۱ نوفمبر ۲۰۱۵ م

192-TF